قرآن شناسی:

قرآن فہمی کے کچھ بنیادی اصول

مولانا سید علی محمد نقوی

قرآن پاک کی ماہیت اور نوعیت:

قرآن پاک کس قسم کی کتاب ہے؟ قرآن پاک کی نوعیت کیا ہے؟ اس کی روحانی اہمیت کیا ہے؟ قرآن مجید کے حوالے سے ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟ ہمیں کس طرح اسکو اپنی زندگی میں ڈھالنا ہے؟ قرآن کریم کا محور، موضوع اور مرکزی خیال کیا ہے؟ وہ کس قسم کی دلیل و برہان اور انداز بیان اپناتا ہے؟ اگر ہم ان سوالات کا واضح اور غیر مبہم جواب حاصل کر سکے تو ہم قرآن فہمی کے سلسلے میں بعض خطرناک غلطیوں سے بچ سکتے ہیں اور قرآن پاک سے افرادی اور اجتماعی زندگی میں ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کی ماہیت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔

۱۔قرآن پاک خدا کا کلام اور بنی نوع انسان کے لئے خدا کی رحمت ہے۔ یہ عظیم روحانی توانائی کا حامل ہے۔اس کے بار میں خدائے تعالٰی فرماتا ہے" اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے دبا اور چکنا چور ہوتا جارہا ہے۔(سورہ ۵۹: آیت ۲۱)

قرآن کریم ہمارے پیغمبر حضرت محمد کو خداوند کی طرف سے عطا کیا ہوا معجزہ ہے جس کا جواب لانے سے جن وانس عاجز ہیں اور جو موجودات کے لئے فیض ربانی کا بے نظیر وسیلہ ہے۔

"اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لاسکیں گے چاہئے وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔"(سورہ ۱۷ آیت ۸۸)

" اور اگر تمہیں اس بات میں شبہ ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس جیسا ایک ہی سورہ بنا لاؤ اپنے خیال کے سارے ہی لوگوں کو بلالو ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔ (سورہ ۲ آیت ۲۳)

تین مرتبہ قرآن کریم میں یہ دعویٰ دہرایا گیا ہے کہ آخر کار قرآنی پیغام پوری کائنات پر

غالب ہوجائے گا۔

قرآن کریم کا مطالعہ کسی عام کتاب کے طور پر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس کو کلام الٰہی اور فیض ربانی کا ذریعہ سمجھنا چاہیئے ۔ یہ خدائی ریسمان ہے جو انسان کی ہدایت کے لئے آسمان سے آویزاں کی گئی ہے ۔ اگر قرآن کا ہم اس تواضع ،فروتنی اور عقیدت کے ساتھ مطالعہ کریں تب ہی قرآن کے پوشیدہ گنجینوں تک رسائی ممکن ہے۔ اگر ہم قرآن مجید کا کسی عام کتاب کے طور پر مطالعہ کرنا چاہیں تو اس کی روح ہماری نظروں سے پنہاں ہوجائے گی اور ہم کو الفاظ ظاہری کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ روحانیت کی یہ منطق ہے کہ جب تک مرشد کے سامنے سر تسلیم جھکایا نہ جائے اور انکساری ،تواضع فروتنی عقیدت اور ارادت کے ساتھ اسکی بارگاہ میں حاضر نہ ہوا جائے تب تک ہدایت کا فیض حاصل نہیں ہوتا۔ قرآن کریم سے بڑھ کر کون مرشد ہوسکتا ہے۔

قرآن آخری اور کامل ترین وحی الٰہی:

ماہیت قرآن کے سلسلے میں دوسرا نقطہ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم آخری کتاب آسمانی الٰہی وحی ہے قرآنی شریعت قیامت تک انسانی ہدایت کا سرچشمہ رہے گی۔ قرآن کریم کی خاتمیت کا دارومدار اس کی کاملیت پر ہے۔ اس وقت تک نئی شریعتیں اور نئی وحی آتی رہی جب تک ضرورت رہی اور دین کامل نہیں ہوا تھا۔ نزول قرآن کے ساتھ تکمیل دین کا اعلان ہوگیا۔

۳۔ کتاب ہدایت ماہیت قرآن کے ادراک کے سلسلے میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ قرآن بنیادی طور پر کتاب ہدایت ہے قرآن کا اصل مقصد ہدایت اور حقیقت کا ایک نیا شعور پیدا کرنا ،فکری اور اعتقادی سانچوں کو تبدیل کرنا اور ایک نئے شعور اور نئی تحریک دعوت کا آغاز کرنا جو قرآن کریم انسانی فکر وعمل کے لئے ایک جنرل فریم ورک ، اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے لئے جہت ،طریق کار اور عمومی نقشہ فراہم کرتا ہے جس پر چل کر انسان سعادت دین ودنیا حاصل کرتا ہے ۔ یہ قرآن مجید کا بنیادی محور ہے اور اس کتاب مقدس میں جو کچھ آیا ہے وہ اسی مقصد کا تابع ہے۔ اگر قرآن کی یہ ماہیت پیش نظر رہے تو ہم قرآن کو صرف برکت کے لئے تاق پر رکھنے یا شفائی امراض

کے لئے ہوا دینے اور ایصال ثواب ارواح مردگان کے لئے ہی استعمال نہ کریں بلکہ اپنی عملی زندگی میں اس سے طلب گار ہدایت ہوں اور اپنے فکری سانچوں کی تعین اور اپنے عمل کی جہت وہی کے لئے قرآن کی طرف رجوع کریں۔

خود قرآن کریم جو عناوین اپنے لئے استعمال کرتا ہے وہ اس کی نوعیت کے اس پہلو کی نشاندہی کرتے ہیں۔ قرآن انسان کی اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رہنمائی کرتا ہے۔ ایک مسلمان کی پوری زندگی کا قرآنی تعلیمات کے مطابق اور ان سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ قرآن کریم کا ایک عنوان برہان ہے۔ برھان کا مفہوم دلیل روشن ہے۔ دوسرا نام البیان یعنی شرح حقائق ہے۔

ولایاتو ک بمثل الا جئنک بالحق واحسن تفسیرا۔

ہم حقیقت پیش کردیتے ہیں اور زیادہ تشریح کی صورت میں۔

قرآن پاک کی حقیقی نوعیت کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان نکات کو پیش نظر رکھنا ہوگا جو خود قرآن خدا، انسان اور خدائی ہدایت کے بارے میں بیان کرتا ہے:

پروردگار عالم نے زمین پر انسان کو پیدا کیا۔ اسے عقل وفہم کی صلاحیت، خیر وشر کے درمیان تمیز کی لیاقت اور آزادی انتخاب کی خصوصیت سے آراستہ کیا۔

صرف اللہ ہی انسان کا پروردگار ہے۔ ساری دنیا اس کے قانون پر عمل پیرا ہے ،لیکن انسان کو اختیار وراداے کی آزادی حاصل ہے اس لئے اسے خود اپنا راستہ تلاش کرنا ہے۔ انسان کو ارادے کی آزادی سے نوازا گیا۔ اسے خیر وشر کے درمیان کسی ایک کو اختیار کرنا تھا۔ پروردگار رحمان مطلق ہے، اس نے انسان کو اپنی رحمت کے بغیر سہارا اور مدد کے نہیں چھوڑدیا ہے اس لئے انبیاء اور صالحین کو ہماری ہدایت کے لئے بھیجا ۔ آدم پہلے پیغمبر تھے اور انہیں سے ہدایت کا عمل شروع ہوا پھر مختلف ملکوں اور زمانوں میں مختلف نبی بھیجے گئے۔ سب کے سب ایک ہی راہ ہدایت پر گامزن رہے ور اسی ہدایت کا پیغام بنی نوع بشر کو دیا۔

آخر میں پروردگار عالم نے حضرت محمدؐ کو بھیجا اور انسان کی ابدی ہدایت کے

ذریعہ کے طور پر قرآن پاک نازل کیا۔ قرآن پاک تمام انسانوں اور تمام آنے والے ادوار کے لئے ایک آفاقی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں قرآن پاک کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے، نہ ہی انبیاء کی کہانیوں کی کتاب ہے اور نہ وہی فقہ اور قانون کا کوئی مجموعہ اور نہ محض ادب پارہ ہے بلکہ ''کتاب ہدایت'' ہے۔ یہی قرآن کی بنیادی ماہیت اور نوعیت ہے۔ اس میں قصص انبیاء بھی ہیں، تاریخ اقوام بھی، احکام قانون بھی ہیں او سائنسی حقائق بھی، ادبی عظمت بھی ہے اور حسن بیان بھی۔ اس میں یہ سب امور شامل ہیں لیکن صرف اس حد تک اور اس انداز تک جو مقصد کے لئے ضروری ہے۔ اسکو ذہن میں رکھے بغیر قرآن کریم کے درک معانی اور شرح مقاصد میں سخت غلطیاں ہوسکتی ہیں۔

قرآن کتاب تفصیلات نہیں کتاب کلیات ہے:

قرآن کریم، جو قیامت تک کی ہدایت کا سامان مہیا کرتا ہے، جزئیات میں نہیں جاتا بلکہ کلی طور پر بنیادی اصول اور عام نقشہ اور طریق کار فراہم کرتا ہے۔ قرآن پاک وسیع وعریض عام اصول وضوابط کی کتاب ہے۔ اس کتاب کا خاص مقصد الہامی پروگرام کے اخلاقی اور فکری بنیادوں کو واضح اور مکمل طور پر پیش کرنا اور سمجھانا ہے۔ عملی اسلامی زندگی کے لئے اس کا طریق ہدایت اس بات پر مشتمل نہیں ہے کہ تفصیلی قاعدے قانون بیان کئے جائیں۔ وہ صرب بنیادی ڈھانچے کا خاکہ پیش کرتا ہے اور کبھی کبھی صرف علامتی انداز میں بنیادی حقائق کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے۔

جولوگ قرآن پاک کا مطالعہ اس تصور کے ساتھ کرتے ہیں کہ یہ کتاب افلاطون وارسطو کے مقالے کی طرح منظم منطقی یا فلسفیانہ بحث اور یا رومن قانون کی طرح تفصیلی کوڈ پر مشتمل ہوگی اور اقتصادی، سیاسی اور سماجی معاملات اور یاشکل ومراسم عبادت کے تفصیلی اصول وضوابط کی توقع رکھتے ہیں انہیں سخت مایوسی ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک وحی اور فلسفیانہ تصنیف کے اسلوب میں وہ تمیز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ وحی علامتی تہ دار اظہار میں بنیادی ڈھانچہ، رہنما اور آفاقی سمت دیتی ہے۔ لیکن اس کا کام نہ تفصیلات بیان کرنا ہے نہ منظم رسالہ کی ترتیب ہے۔ اگر ہم عجز وانکساری کے ساتھ اس کے قریب آئیں تو ہمارے سارے مسائل کا حل اس میں مل جائے گا بشرطیکہ ہم اس کی علامتی تہوں تک پہنچنے

کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس کے علاوہ وحی ہمیشہ خدائی پیشواؤں کے ہمراہ رہتی ہے جو وحی کی توضیح وتشریح کرتے ہیں اوران کی تفصیلی شکل پیش کرکے اس کے عام وسیع اصولوں کی وضاحت کرتے ہیں۔

کتاب دعوت:

ماہیت قرآن کے سلسلے مین یہ نکتہ بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ قرآن 'دعوت' اور تحریک کی کتاب ہے۔قرآن پاک کی ہرصورت درحقیقت گفتگو،تقریر کا ایک ٹکڑا ہے جو اسلامی تحریک کے کسی خاص مرحلے پر نازل ہوا۔ ہر وحی مخصوص قسم کے حالات کے تقاضے کے تحت نازل ہوئی ہے۔ لیکن یہ توجہ رہے کہ تحریک ہمیشہ سیاسی ہی نہیں ہوتی بلکہ انسانیت کو راہ مستقیم کی طرف ہدایت کرنا بھی ایک وسیع روحانی تحریک ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دنیا میں نظام عدل وقسط کا قیام تحریک کا ایک اہم جز ہے لیکن کل نہیں ہے۔ یہ وضاحت اس وجہ سے ضروری ہے کہ تحریک کے لفظ سے اکثر سیاسی پہلو ہی کا تصور ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم کوئی فلسفیانہ ٹریٹیز یا قانونی مینوئل نہیں بلکہ تحریک کا راہنما ہے۔قرآن کا اگر اس تناظر میں مطالعہ کیا جائے تو اس کے درک اور اس کی روح تک پہنچنے میں سہولت ہوگی۔

آفاقی اور عمومی کتاب ہدایت:

ماہیت قرآن کے سلسلے میں یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ قرآن پاک آفاقی ہدایت کا سرچشمہ ہے جو صرف عرب نہیں بلکہ ساری قوموں کے لئے بھیجا گیا ہے ۔ اس کی تعلیمات کسی خاص خطہ،کسی خاص قوم یا کسی خاص اہل زبان کے لئے نہیں ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ عام طور پر سے آیات میں عرب لوگ، ان میں بھی قریش ۔مہاجرین ، انصار، یہودونصاریٰ یثرب سے تخاطب ہے اور عرب کے مذاق ، افتادطبع، ماحول ، تاریخ رسم ورواج اور محاورات ومکالمات کے حوالے سے بیان ہے۔ یہ وحی کا عام طرز ہے کہ عمومی تعلیمات ،خصوصی پس منظر میں پیش کی جاتی ہیں۔ وحی ماحول کے ان اسماء اور واقعات کا استعمال کرتی ہے جس کے اندر وہ اتری ہے لیکن وہ آفاقی حقائق کی علامات ہیں اور اسی انداز سے ان کا مطالعہ کرنا چاہئے جس قوم کی طرف اشارہ ہوتا ہے اس کی حیثیت ''کیس اسٹڈی'' یعنی خصوصی مطالعہ کی ہوتی ہے لیکن جو کہا جاتا ہے وہ تمام انسانوں سے تخاطب ہوتا ہے۔ یہ اسلوب

بائبل اور تمام دوسری مقدس کتابوں میں بھی ملتا ہے جب کہ ان میں سے بعض کا تعلق کسی خاص قوم سے رہا ہے لیکن قرآن تو اعلانیہ طور پر "عالمین" کے لئے بھیجا گیا ہے۔ عربوں سے تخاطب کے حقیقی سبب کو سمجھنے میں ناکامی ایک آدمی کو اس خیال پر آمادہ کرسکتی ہے کہ قرآن کریم کا نصب العین ایک مخصوص عہدہ کے عربوں کی اصلاح کرنا تھا۔ یہ غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ آدمی وحی کے خاص رمزی اسلوب کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ ایک پیغمبر ایک فلسفی سے الگ ہو کر، محض تصوراتی انداز میں بات نہیں کرسکتا ہے۔ کوئی نظریہ یا مذہب تصورات پر مشتمل نہیں ہوتا ہے۔ دین اگر نرے تجریدی تصورات پر مبنی ہوتو اس میں اور فلسفہ میں کوئی فرق نہ ہوگا، وہ لائبریوں تک محدود رہے گا اور قوموں کی کایا پلٹ نہیں کرسکتا۔ تاریخ کے دھارے کو نہیں موڑ سکتا اور قوموں کی قسمت کا فیصلہ نہیں کرسکتا، نہ افراد کے اندر روحانی انقلاب لاسکتا ہے۔ ایک پیغمبر کا پیغام آفاقی ہوتا ہے۔ لیکن ان آفاقی تعلیمات کو ان امور کے حوالے سے بیان کرتا ہے جن سے وہ لوگ جن کے بیچ میں وہ اصل میں آیا ہے واقف ہوتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اسکا پیغام صرف مخصوص لوگوں بالخصوص ایک عہد کے لئے ہی مناسب ہے۔ جس بات پر غور کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ کیا قرآنی بیانات جو اس عہدے کے عربوں کے مشرکانہ عقائد کی تردید میں ہیں وہ دنیا کے دوسرے حصوں میں شرک کی دوسری شکلوں پر بھی منطبق ہوتے ہیں یا نہیں؟ کیا دلیل وبرہان کا قرآنی انداز ہر عہد کے لئے کارآمد اور مؤثر ہے؟ اور جواب مثبت ہے تو پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ اس کی آفاقی تعلیم کو مخصوص لوگوں کے لئے خاص کردیا جائے۔

ابدی کتاب ہدایت:

اس سے زیادہ قطعی اور فیصلہ کن تصور یہ ہے کہ قرآن پاک صرف دور پیغمبر کے لئے ہی نہیں بلکہ ابدی ہدایت کا ایک ذریعہ ہے جو ہر زمانہ کے لئے یکساں قابل عمل ہے اور خصوصاً ہمارے عہد حاضر کے لئے نہایت واضح رہنما ہے۔ لیکن جو کچھ قرآن کریم کی عمومیت کے بارے میں کہا گیا وہ یہاں بھی صادق آتا ہے۔ کتاب وحی میں ایک مخصوص عہد کی شخصیتوں، قبائل، واقعات، رسم ورواج ور محاورات کے حوالے ہوتے ہیں لیکن ان کا مصداق ہر دور کے انسان ہوا کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتو قرآن ابدی کتاب ہدایت کیسے ہوسکتا ہے؟ کسی خاص دور کے حوالوں کی ایک تاریخی

حیثیت ہے اور ایک علامتی حیثیت بھی ہے۔ ابولہب یا فرعون وہ اشخاص بھی ہیں جو کسی خاص دور میں تھے اور ایک علامت بھی ہیں جو ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔ جس پیغام کو لوگوں تک پہونچایا گیا ہے وہ ہر زمانہ کے لئے ہے۔ قرآن پاک میں ابولہب کا حوالہ ملتا ہے لیکن ہر دور میں ابولہب رہے ہیں اور رہیں گے۔ قرآن پاک کا بیان سب پر منطبق ہوتا ہے۔ عہد نبویؐ کے منافقوں کا حوالہ دیتے ہوئے قرآن پاک بعض آفاقی صداقتوں کا اظہار کرتا ہے جو ہر معاشرہ کے اور ہر دور کے منافقوں پر بھی منطبق ہوسکتی ہیں۔ اس نکتے کو دھیان میں نہ رکھنے سے آدمی قرآنی ہدایات کو سمجھنے اور مستقبل میں افراد اور معاشرہ کی تشکیل اور اصلاح کرنے سے قاصر رہ سکتا ہے بلکہ اس خیال اور تصور پر آمادہ ہوسکتا ہے کہ قرآنی ہدایت ایک خاص زمانے کے لئے مخصوص تھیں۔ قرآن پاک کا یہ ایک قطعی دعویٰ ہے کہ وہ ہر عہد اور ہر زمانہ کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور کسی مسلمان کو اس میں شبہ نہیں ہوسکتا ہے۔ یہ عقیدہ ہمارے سامنے ایک رہنما اصول کی حیثیت سے رہنا چاہئے۔ تدبر فی القرآن اور استنباط وتفسیر کے مرحلے پر آیات سے آفاقی ہدایت حاصل کرنے پر ہمیں خاص توجہ مبذول کرنا چاہئے۔ موجودہ زندگی اور زمانے کے مسائل کے بارے میں ہمیں قرآن کریم سے واضح اور غیر مبہم ہدایات ملیں گی، بشرطیکہ ہم یہ روش اپنائیں، بجائے اس کے کہ ہم شان نزول اور انبیاء کی تاریخ یا الفاظ کے اشتقاقی، بحثوں کی تحقیق پر اپنی توجہ مرکوز کریں، ان مباحث کے ساتھ ساتھ ہم کو قرآن کریم کی آیات کے مفاہیم پر اس نقطۂ نظر سے بھی غور کرنا چاہئے کہ ہماری فردی اور اجتماعی زندگی کے لئے کیا ہدایات ملتی ہیں۔

گذشتہ کتابوں کا محافظ:

قرآن پاک کا دوسری آسمانی کتابوں خصوصاً توریت اور انجیل کے ساتھ کیا رابطہ ہے؟ یہاں بھی قرآن پاک کی نوعیت اور اسلامی نقطۂ نظر کو سمجھنے میں کوتاہی نے بہت سی غلط فہمیوں کو جنم دیا ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو دنیا کے تمام انبیاء اور رسولوں پر یقین اور سارے مذاہب کے اندر موجود سچائیوں اور صداقتوں کی تسلیم کرنے کی وسیع بنیاد پر قائم ہے۔ اسلام کا نظریہ ہے کہ تمام واقعی نبیوں نے ایک ہی مذہب کی تبلیغ کی اور یہ کہ تمام آسمانی کتابیں ایک لگاتار اور مسلسل نزول کے مختلف حلقے ہیں۔ قرآن پاک اعلان کرتا ہے وان من امة الا خلا فیھا

نذیر"،" کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس کے پاس ایک ڈرانے والا نہ پہونچا ہو۔(سورہ ۳۵: آیت ۲۴) قرآن پاک میں تمام نبیوں کے نام کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔" کچھ ان میں وہ ہیں جن کا تذکرہ ہم نے تجھ سے کیا اور بعض وہ ہیں جن کا تذکرہ تجھ سے نہیں کیا۔ (۷۸:۴۰)

صداقت وسچائی شروع سے ایک ہی رہی ہے۔وقت گذر نے کے ساتھ ساتھ جھوٹ سچ سب آپس میں مل جاتے ہیں اور انبیاء کی سچی تعلیمات میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے۔ اسلامی نظام درحقیقت اس خدائی پیغام کی تکمیل ہے جو گذشتہ انبیاء کو بھیجا گیا قرآن پاک توراۃ وانجیل کی وحی کا تسلسل ہے۔ اور گذشتہ مقدس کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔

' اور ہم نے آپ پر کتاب کو سچائی دے کر بھیجا جو اس سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ ہے۔' (سورہ ۵۔آیت ۴۸)

چونکہ اللہ ہی وحی کا سرچشمہ ہے اسلئے توراۃ وانجیل اور قرآن پاک میں یکساں تعلیمات کا ہونا فطری بات ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ان میں سے ایک کی تعلیم دوسرے سے مستعار ہے۔ اسی کے ساتھ قرآن پاک نہ صرف یہ کہ ان مقدس کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے بلکہ ان کا محافظ بھی ہے۔ یہ ان کی اصلی تعلیمات کی نگہداشت کرتا ہے اور ان بے شمار نظریوں اور عقیدوں کی تصحیح کرتا ہے جو تحریفات کے نتیجے میں ان کتابوں کے اندر راہ پاگئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس پر حیرت نہ ہونی چاہئے اگر قرآن پاک کے بعض بیانات بائبل کے بیانات سے مختلف ہوں۔

متون مقدس کے اختلافات میں قرآن پاک ایک منصف کی حیثیت رکھتا ہے۔قرآن پاک کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مختلف عقائد اور نظریوں کے درمیان اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے آیا ہے کہا گیا ہے۔" ہم نے یہ کتاب نازل نہیں کی ہے مگر اس لئے کہ آپ واضح کردیں ان پر چیزوں کو جن میں وہ اختلافات کررہے ہیں۔سورہ ۱۶۔آیت ۶۳۔۶۴) اس طرح فرقوں اور نظریوں کے درمیان تمام مذہبی اور غیر مذہبی معاملات میں قرآن پاک صداقت کا واحد معیار ہے۔

ماہیت قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے یہ تمام نکات پیش نظر رہنے چاہئے۔ ان نکات کو پیش نظر رکھ کر ہم تفسیر کی صحیح روش اور مدد کا بھی ادراک کرتے ہیں۔

☆☆☆☆